AL DALILI

Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)
ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.aldalili.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

تردید عقائد معتزلہ، تفسیر الاکلیل سورہ فاتحہ وبقرہ کی روشنی میں

The Negation of Mutazila Beliefs in light of Interpretation of two Surahs (Fathiha and Baqarah) from Tafseer Al-Ikleel

AUTHORS

1. Muhammad Ikram, M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, Pakistan
2. Dr. Tahira Firduos, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, Pakistan

How to Cite: Mohammad Akram. 2022. "URDU: تردید عقائد معتزلہ تفسیر الاکلیل سورہ فاتحہ وبقرہ کی روشنی میں: The Negation of Muthazila Belifes in Light of Interpretation of Two Surahs (Fatiha and Baqarah) from Tafseer Al-Ikleel". *Al-Dalili* 3 (2):31-42. https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/60.

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/60

Vol. 3, No.2 || January–June 2022 || URDU-Page. 31-42
Published online: 01-01-2022

QR. Code

تردید عقائد معتزلہ، تفسیر الاکلیل سورہ فاتحہ وبقرہ کی روشنی میں

The Negation of Mutazila Beliefs in light of Interpretation of two Surahs (Fathiha and Baqarah) from Tafseer Al-Ikleel

[1]Muhammad Ikram, [2]Tahira Firduos

ABSTRACT:

Muthazila is a school of thought whose founder is Atta bin wasil muthazili, that is an Islamic school. After second centry hijra it originated in a council of Hassan basri(A reformatory and tutorial council) in the main mosque of basra when Atta bin wasil held separate category for the great sinners to be between the belivers and infidels and while stating this he left the basri council .It happened in ummayad era. The muthazila school is also known as jahmia and qadria, having twenty-two branches out of which the famous ones are wasila, ummarvia, uzila and jubaiya. Muthazila sect is based on five principles namely tawheed, (oneness of gad), Adal (justice), Manzalat bain al manzaltain, Waad wa waeed abn Amar bil maroof (bidding towards good) wa nahi anil munkar (forbidding from evil). The follower of Muthazila school oppose to ahle sunnat wal jamaat in many aspects of beliefs and jurisprudential laws and command. Such as: of attributes of Allah. Khalqe Quran (holding Quran as a creation). The belief of declaring a person the creater of his deeds. Not believing in heaving and hell for presently etc. Due to this famous scholar and virtuous predessors have rejected the belief of muthazila school of thought in their books, writing and brief talks. Allama Sayoti in his brief talks, jurisprudential remarks, interpretations on elicitations named (Al Ikleel fi istinbat al tanzeel) mentions time and again by reasoning from quranic verses negates the muthazila school, their beliefs and rules and regulation.Some of them are enumerated in this article.

Key words: Muthazila school, Ahle Sunnat wal Jamaat, Beliefs.

سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی میں ایک پیشین گوئی کی حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً» ، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي [1]

ترجمہ: اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی، اور وہ تمام فرقے جہنمی ہونگے، ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ؛ وہ جنتی فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس میں، میں اور میرے صحابہ ہونگے"۔ [2]

امام ابو منصور عبد القادر بن طاہر التمیمی کے حوالے سے اس حدیث کی شرح میں نقل کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

تحقیق اصحاب المقالات جانتے ہیں کہ فرق مذمومہ سے آپؐ کی مراد فروع فقہ یعنی حلال وحرام میں اختلاف رکھنے والے نہیں، بلکہ آپؐ نے انکی مذمت فرمائی جو کہ اصول توحید، تقدیر، نبوت ورسالت کے شرائط اور صحابہ کرام سے متعلق باتوں میں اہل حق سے اختلاف کرتے

ہیں، کیونکہ یہ ایک دوسرے کو کافر گردانتے ہیں، بخلاف پہلی قسم کے اختلاف رکھنے والوں کے کہ وہ اپنے مخالفین کی تکفیر و تفسیق نہیں کرتے۔[3]

ملا علی قاریؒ نے مواقف سے نقل کیا ہے کہ فرقہ ناجیہ کے علاوہ باقی فرقے معتزلہ، شیعہ، خوارج، مرجئہ، نجاریہ، جبریہ اور مشبہہ اور انکی ذیلی شاخیں ہیں۔[4]

چونکہ مذکورہ فرق باطلہ جادہ مستقیم سے ہٹے ہوئے تھے لیکن پھر بھی کتاب و سنت سے اپنی باطل معتقدات پر استدلال کرتے تھے جس سے عام مسلمان دھوکہ کھا سکتا تھا، لہٰذا علماء حق نے انکی تردید و تفسیق کو ضروری سمجھا اور اپنی کتب تفاسیر و عقائد میں واضح دلائل و براھین کی روشنی میں انکی مذعومات کا قلع قمع کیا۔ علامہ سیوطیؒ نے بھی الاکلیل میں جابجا قرآنی آیات سے استنباطات کرکے انہی فرقوں کی باطل نظریات کی تردید کی ہے۔

فرقہ معتزلہ کا تعارف اور پس منظر:

فرقہ معتزلہ کی بحیثیت فرقہ لگی بندھی منطقی طرز کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے:

فرقة ظهرت في الاسلام في اوائل القرن الثاني ، وسلكت منهجا عقليا متطرفا في بحث العقائد الاسلاميه، وهم اصحاب واصل بن عطاء الغزال الذي اعتزل عن مجلس الحسن البصريؒ۔[5]

ترجمہ: کہ فرقہ معتزلہ اسلام میں دوسری صدی کے اوائل میں ظاہر ہونے والا وہ فرقہ ہے جو عقائد اسلامیہ کی بحث و اثبات میں یک طرفہ، عقلی منہج پر چل پڑا۔ اور یہ واصل بن عطاء الغزال کے ساتھی ہیں، جو کہ حسن بصریؒ کی مجلس درس سے کنارہ کش ہوئے تھے۔

فرقہ اعتزال کی بناء وابتداء:

یہ تو معلوم ہوا کہ فرقہ معتزلہ کے بانی ومؤسس واصل بن عطاء ہیں، لیکن یہ فرقہ کیوں، کب کہاں اور کیسے وجود میں آیا؟ اس بارے میں صاحب **الملل والنحل** لکھتے ہیں: انه دخل واحد على الحسن البصري فقال: يا امام الدين ! لقد ظهرت في زماننا جماعة يكفرون اصحاب الكبائر ، و الكبيرة عندهم كفر يخرج به عن الملة وهم وعيدية الخوارج ، و جماعة يرجئون اصحاب الكبائر ، و الكبيرة عندهم لا تضر مع الايمان ، بل العمل على مذهبهم ليس ركنا من الايمان ، فلا يضر مع الايمان معصية، كما لا ينفع مع الكفر طاعة، وهم مرجئة الامة، فكيف تحكم لنا في ذالك اعتقادا؟ ففكر الحسن في ذالك وقبل ان يجيب قال واصل بن عطاء : انا لا اقول ان صاحب الكبيرة مؤمن مطلق ، و لا كافر مطلق، بل هو في منزلة بين المنزلتين، لا مؤمن ولا كافر، ثم قام و اعتزل الى اسطوانة من اسطوانات المسجد يقرر ما اجاب به على جماعة من اصحاب الحسن ۔ فقال الحسن : اعتزل عنا واصل ، فسمي هو و اصحابه المعتزلة۔[6]

ترجمہ: ایک شخص (حضرت) حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: اے پیشوائے دین! ہمارے زمانے میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو کافر قرار دیتا ہے اور اس کے نزدیک گناہ کبیرہ کفر ہے جس کے ارتکاب سے آدمی ملت اسلامی سے خارج ہو جاتا ہے، یہ گروہ خوارج کا (فرقہ) وعیدیہ ہے۔ اور ایک دوسری جماعت ہے جو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کرنے والوں کے معاملے میں تاخیر سے کام لیتی ہے، اور اس کے خیال میں ایمان کی موجودگی میں گناہ کبیرہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، بلکہ اس (جماعت) کے

مذھب کی رو سے عمل سرے سے ایمان کا رکن ہی نہیں ہے، اور ایمان کے ساتھ کسی معصیت سے اسی طرح کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا جس طرح کہ کفر کی موجودگی میں کسی طاعت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، یہ (جماعت) امت مسلمہ کی مرجئہ ہے۔ سو آپ (حسن بصری) اس بارے میں ہمارے لئے ان میں سے کس عقیدہ کا فیصلہ کریں گے؟ (حضرت) حسن بصری نے اس مسئلہ پر غور کیا اور اس سے قبل کہ وہ کوئی جواب دیتے واصل بن عطاء بول اٹھا کہ: "میں نہ یہ کہتا ہوں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب مطلق مؤمن ہے اور نہ یہ کہ وہ مطلق کافر ہے۔ بلکہ وہ (کفر و ایمان کے) دو درجوں کے درمیان ایک درجہ میں ہے، (المنزلة بین المنزلتین)" نہ تو مومن ہے اور نہ کافر ہی ہے "(یہ کہہ کر واصل وہاں سے) اٹھا اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس الگ ہو کر بیٹھ گیا اور اس نے جو جواب دیا تھا، اسی کو (حضرت) حسن بصری کے تلامذہ کی ایک جماعت کے روبرو ثابت کرنے لگا۔ اس لئے (حضرت) حسن نے کہا: "واصل ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ سو واصل اور اس کے ساتھیوں کا نام معتزلہ پڑ گیا۔[7]

یہ واقعہ بصری کی جامع مسجد میں سن 105ھ تا 110ھ کے درمیان پیش آیا، (8) اور اس وقت اموی دور حکومت تھی۔

وجہ تسمیہ معتزلہ:

فرقہ معتزلہ کو "معتزلہ" کا نام کیوں دیا گیا ہے، اور ان کو یہ لقب کس نے دیا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

1: معتزلہ کا معنی ہے "کنارہ کش ہونے والا"۔ چونکہ اس فرقے کا بانی واصل بن عطاء حضرت حسن بصریؒ کی مجلس سے کنارہ کش ہو گئے تھے، اس لئے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: اعتزل عنا واصل۔ واصل علیحدہ ہو گیا۔ لہذا ان کے فرقے کو "معتزلہ" کہا گیا۔[9]

2: ابن خلکان کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتادہ بن دعامہ جو کہ مشہور محدث تھے نے ان کو یہ لقب دیا تھا۔ (مشہور محدث قتادہ بن دعامہ السدوسی) ایک دن بصری کی مسجد میں داخل ہوا، اور آپ آنکھوں سے نابینا تھے تو آپ کی ملاقات عمر بن عبید اور چند دیگر ان افراد سے ہوئی جو حسن بصری کے حلقے سے الگ ہو گئے تھے، اور ان کے لئے ایک خاص حلقہ تھا، اور ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں، آپ نے انکی امامت فرمائی، اور انہیں حسن بصری کا حلقہ سمجھ رہا تھا، لیکن جب کچھ دیر ان کے ساتھ رہا تو اسے انکی حقیقت معلوم ہو گئی، تو آپ نے فرمایا، یہ تو معتزلہ (جدا ہونے والے ہیں)، اسی وقت سے ان کو معتزلہ نام دیا گیا۔[10]

3: لسان العرب میں ہے: وقوم من القدریة یلقبون المعتزلة، زعموا انھم اعتزلوا فئتی الضلالة عندھم، یعنون اھل السنة والجماعة والخوارج۔[11]

ترجمہ: اور قدریہ میں سے ایک قوم ہے جو کہ اپنے آپ کو معتزلہ کہتی ہے، اس وجہ سے کہ ان کے گمان کے مطابق انہوں نے دو گمراہ جماعتیں یعنی اہل سنت والجماعت اور خوارج کو ترک کر دیا ہے۔

4: ایک قول کے مطابق لفظ معتزلی عابد اور زاہد کا مترادف ہے۔ اور اس فرقہ والوں کو اس لئے معتزلہ کہا جاتا ہے، کہ یہ لوگ بڑے عابد وزاہد تھے۔ جیسا کہ المعتق نے اپنی کتاب "المعتزلہ و اصولھم الخمسہ" میں لکھا ہے: ان ھذہ الفرقة الکلامیہ ولدت من نزعة ورعة، وانہ کان من ھؤلاء الجماعة الورعین المعتزلة، ای: الزھاد الذین یعتزلون الناس[12]

دیگر القابات:

فرقہ معتزلہ کو دیگر اسماء و القابات سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

1: **"قدریہ"**۔ فرقہ معتزلہ کو قدریہ بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بندوں کو انکے افعال کا خالق و قادر سمجھتے ہیں، اور انکے افعال میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا کوئی عمل دخل نہیں سمجھتے۔[13]

2: **"المعطلہ"**۔ معتزلہ کو معطلہ اس لئے کہتے ہیں، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کر کے گویا اللہ تعالیٰ کی چھٹی کرائی ہے۔ یا اس لئے کہ انہوں نے کے کتاب و سنت میں تاویلات کر کے ان کے ظاہری عبارات کو معطل رکھا۔[14]

3: **"الجہمیہ"**۔ چونکہ معتزلہ حضرات جہم بن صفوان کے نقش قدم پر چل کر صفات باری تعالی کا انکار کرتے تھے اور خلق قرآن کے قائل تھے، اس لیے ان کو بھی جہمیہ کہا جاتا ہے۔[15]

4: **"الثنویہ والمجوسیہ"**۔ جیسا کہ مجوسی لوگ خیر و شر کے لئے الگ الگ خداؤں کے قائل ہیں اور معتزلہ بھی خیر اللہ کیطرف سے اور شر بندوں کی طرف سے سمجھتے ہیں، لہذا انکو الثنویہ اور المجوسیہ کہا جاتا ہے۔[16] اور اس لئے بھی کہ ایک حدیث میں "قدریہ" کو اس امت کا مجوس کہا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: "اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَـٰذِهِ الْأُمَّةِ"[17]۔ یعنی قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔

5: **"اہل العدل والتوحید"**۔ معتزلہ حضرات اپنے آپ کو اہل العدل والتوحید یا اصحاب العدل والتوحید کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کو توحید اور بندوں کو افعال کا خالق قرار دینے کو عدل سمجھتے ہیں۔[18]

معتزلہ کے اصول خمسہ:

فرقہ معتزلہ کے ائمہ وزعماء کا اس بات پر تقریبا اجماع ہے کہ اعتزال کے پانچ اصول ہیں، جن کے گرد ان کے عقائد واحکام گردش کرتے رہتے ہیں، اور ہر اصول میں سے دیگر متعدد عقائد و مسائل بر آمد ہوتے ہیں۔ چنانچہ پانچ اصول یہ ہیں:

1۔ توحید 2۔ عدل 3۔ منزلۃ بین المنزلتین 4۔ وعد اور وعید 5۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔[19]

اصول خمسہ کی توضیح و تشریح:

توحید: اصل اول توحید کی وضاحت کرتے ہوئے معتزلی عالم قاضی عبد الجبار لکھتے ہیں:

فهو العلم بان الله تعالىٰ واحد لايشاركه غيره فيما يستحق من الصفات نفيا و اثباتا على الحد الذى يستحقه، و الاقرار به۔[20] یعنی کہ توحید اس بات کو جاننے اور ماننے کا نام ہے کہ اللہ تعالی کی ذات واحد ہے اور اسکی صفات میں نفیا و اثباتا کوئی اسکا شریک نہیں۔

عدل: عدل کی مراد واضح کرتے ہوئے قاضی صاحب لکھتے ہیں:

فالمراد به: ان افعاله تعالىٰ كلها حسنة، وانه لا يفعل القبيح ولايخل بما هو واجب عليه۔[21]

ترجمہ: عدل سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی کے تمام کے تمام افعال حسن ہیں اور اللہ تعالی کوئی قبیح فعل نہیں کرتا، اور اللہ تعالی اپنے اوپر واجب چیز کر کے رہے گا۔

منزلۃ بین المنزلتین:

یہ وہ اصل ہے جو کہ فرقہ معتزلہ کے وجود کا باعث بنا، جیسا کہ ماقبل میں فرقہ معتزلہ کی بنا و ابتداء کے ضمن میں بیان کیا گیا۔ اس کی تعریف و توضیح قاضی صاحب یوں فرماتے ہیں: هو العلم بان لصاحب الكبيرة اسم بين الاسمين و حكم بين الحكمين۔[22]

توضیح : "ان صاحب الکبیرۃ له اسم بین الاسمین ، فلا یکون اسمه اسم الکافر ولا اسم المؤمن ، وانما یسمی فاسقا۔ وکذالك صاحب الکبیرۃ له حکم بین الحکمین، فلا یکون حکمه حکم الکافر ولا حکم المؤمن ،بل یفرد له حکم ثالث، وهذا الحکم الذی ذکرناه هو سبب تلقیب المسالة بالمنزلة بین المنزلتین۔فان صاحب الکبیرۃ له تتجاذبها هاتان المنزلتان ، فلیست منزلته منزلة الکافر ولا منزلة المؤمن ،بل له منزلة بینهما۔[23]

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جس طرح گناہ کبیرہ کے مرتکب کا نام نہ مسلمان ہے،نہ کافر، بلکہ فاسق ہے۔ اسی طرح اسکا منزلہ اور ٹھکانہ بھی مسلمان اور کافر سے الگ یعنی ان کے مابین ہوگا۔

وعد اور وعید:

اس بارے قاضی صاحب فرماتے ہیں: کہ وعد و وعید کے علوم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو تابع داروں کو ثواب دینے کا وعدہ کیا ،اور نافرمانوں کو سزا دینے کی وعید سنائی، تو اللہ تعالی اس طرح کر کے رہے گا اور اپنے وعدوں اور وعیدوں کی خلاف ورزی نہیں کرے گا[24]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں: الامر بالمعروف و النہی عن المنکر من فروض الکفایات[25]۔یعنی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہیں۔

مندرجہ بالا اصول خمسہ کی اہمیت اور پابندی فرقہ معتزلہ کے ہاں اتنی ضروری ہے کہ ان کے بغیر کوئی شخص معتزلہ ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ خیاط معتزلی لکھتے ہیں: "کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ بہت سے لوگ توحید میں ہمارے موافق ہیں، جبکہ جبر کے بھی قائل ہیں، اسی طرح بہت سے عدل میں ہمارے موافق ہیں، جبکہ وعد اور اسماء اور احکام میں ہمارے مخالف ہیں۔ لیکن کوئی بھی شخص اس وقت تک اعتزال کا نام نہیں پاسکتا، جب تک اصول خمسہ کا اعتراف نہ کرے"۔[26]

معتزلی گروہ: فرقہ معتزلہ درج ذیل بائیس گروہوں میں تقسیم ہے۔

1: **الواصلیه:** یہ واصل بن عطاء الغزال بانی فرقہ معتزلہ کے متبعین ہیں، واصل بن عطاء کی پیدائش 80ھ کو اور وفات 131ھ کو ہوئی، یہ حضرت حسن بصریؒ کے شاگرد تھے، بعد ازاں اعتزال کی بنیاد رکھ کر اسکی مجلس درس سے جدا ہوگئے۔

2: **العمرویه:** یہ لوگ عمرو بن عبید بن باب کے پیروکار ہیں۔ اسکی پیدائش 80ھ اور وفات 144ھ کو ہوئی۔ یہ واصل بن عطاء کے ہم عمر اور ہم کار تھے، واصل کے بعد شیخ المعتزلہ قرار پائے۔

3: **الھذیلیه:** یہ ابو الھذیل محمد بن الھذیل بن عبد اللہ العلاف البصری کی جماعت ہے۔ محمد بن ھذیل کی پیدائش 135ھ اور وفات سو سال کی عمر میں خلیفہ متوکل کی دور خلافت میں ہوئی۔

4: **النظامیه:** یہ ابو اسحاق ابراھیم بن سیار المعرف بہ النظام کے لوگ ہیں، اسکی پیدائش 185ھ اور وفات 231ھ کو ہوئی۔

5: **الثمامیه:** یہ ابو معن ثمامہ بن اشرس النمیری کے ماننے والے ہیں، یہ مامون ، معتصم اور واثق کے دور میں قدریہ کا سرغنہ تھا، 213ھ میں وفات پائے۔

6: المعمریہ: یہ معمر بن عباد اسلمی کی جماعت ہے، اس کی وفات 220ھ کو ہوئی۔

7: البشریہ: یہ بشر بن المعتمر الھلالی کے ہم نوا ہیں، بشر بغداد میں معتزلہ کا رئیس تھا، اور ثمامہ بن اشرس کا شاگرد ہے، اسکی وفات 210ھ کو ہوئی۔

8: الھشامیہ: یہ ہشام بن عمرو الشیبانی الفوطی کا گروہ ہے، ہشام کی وفات 226ھ کو ہوئی۔

9: المرداریہ: یہ عیسی بن صبیح الملقب بہ المردار کے ساتھی ہیں، عیسی کو راھب المعتزلہ کہا جاتا ہے، اسکی وفات 226ھ کو ہوئی۔

10: الجعفریہ: یہ جعفر بن مبشر الثقفی (م:234ھ) اور جعفر بن حرب الھمدانی (م:236) کے ماننے والے ہیں،۔

11: الاسواریہ: یہ علی الاسواری کے متبعین ہیں، جس کی وفات 240ھ کو ہوئی۔

12: الاسکافیہ: یہ محمد بن عبد اللہ الاسکافی متوفی 240ھ جو کہ جعفر بن حرب کا شاگرد ہے کے ساتھیوں کی جماعت ہے۔

13: الخابطیہ و الحدیثیہ: یہ احمد بن خابط متوفی 232ھ اور فضل الحدثی متوفی 257ھ کا فرقہ ہے۔

14: المویسیہ: یہ مویس سے منسوب معتزلہ کا ایک فرقہ ہے لیکن اس کے بارے میں زیادہ معلومات کتابوں میں نہیں۔

15: الصالحیہ: یہ صالح قبہ المتوفی 246ھ کے پیروکار ہیں۔

16: الجاحظیہ: یہ لوگ ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ کے نظریات والے ہیں۔

17: الشحامیہ: یہ ابو یعقوب یوسف بن عبد اللہ بن اسحاق کی جماعت ہے، ابو یعقوب ابو ھذیل کے شاگرد اور جبائی کے استاد ہیں اسکی وفات 267ھ کو ہوئی

18: الخیاطیہ: یہ ابو الحسین عبد الرحیم بن محمد الخیاط کے ماننے والے ہیں، خیاط کعبی کا استاد ہے اور اسکی وفات 290ھ کو ہوئی۔

19: الجبائیہ: یہ ابو علی محمد بن عبد الوھاب الجبائی کے لوگ ہیں، اسکی وفات 303ھ کو ہوئی۔ اسی کو مسئلہ الاصلح للعبد میں علامہ اشعری نے لاجواب کیا تھا۔

20: الکعبیہ: یہ عبد اللہ بن احمد بن محمود البلخی جو کہ ابو القاسم الکعبی سے معروف ہیں کے متبعین ہیں۔ اسکی وفات 319ھ کو ہوئی۔

21: البھشمیہ: یہ ابو ھاشم عبد السلام بن محمد بن عبد الوھاب الجبائی کی جماعت ہے۔ اسکی وفات 321 کو ہوئی، یاد رہے! کہ اس کے والد محمد بن عبد الوھاب کا الگ سے ایک فرقہ ہے۔

22: الحماریہ: یہ معتزلہ کا ایک ایسا گروہ ہے جس کے لئے کسی سربراہ کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ انہوں نے متفرق جماعتوں سے مختلف نظریات چن کر الگ جماعت بنائی۔[27]

متفق علیہ عقائد:

مندرجہ بالا تقریبا تمام معتزلی فرقے درج ذیل عقائد پر متفق و متحد ہیں: (1) اللہ تعالی سے صفات ازلیہ کی نفی۔ (2) کلام الٰہی (قران) مخلوق ہے۔ (3) انسانی آنکھ سے دنیا اور آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ محال ہے۔ (4) اللہ تعالیٰ بندوں کے اکساب و افعال اور جانوروں

کے اعمال کا خالق نہیں ہے۔ (5)امت مسلمہ میں سے فاسق شخص (اسلام اور کفر کے) دو منزلوں کے درمیان ایک منزل میں ہو گا۔ (6) بندوں کے وہ اعمال جن کے بارے نہ امر ہوا ہے نہ نہی، یہ اللہ کی مشیئت سے خارج ہیں۔[28]

صاحب کشاف اصطلاحات الفنون فرماتے ہیں: "کہ تمام فرقہائے معتزلہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قدیم ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے باقی صفتیں اللہ تعالیٰ سے منفی ہیں، اور اللہ تعالی کا کلام حروف و اصوات سے مرکب حادث و مخلوق ہے، اور اللہ تعالی کو قیامت میں نہیں دیکھا جاسکتا، اور چیزوں کی اچھائی و برائی کی پہچان کا معیار عقل ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر اپنے افعال میں حکمت و مصلحت کی رعایت، اور نیکوکار کو ثواب اور گناہکار کو عذاب دیناواجب ہے"۔[29]

معتزلی عقائد اور انکی تردید:

1۔**صفات ذاتیہ کا ثبوت:** معتزلہ حضرات اللہ تعالی کے لئے صفات کے قائل نہیں، چنانچہ علامہ شہرستانی فرماتے ہیں:

ان مؤسس مذهب الاعتزال واصل بن عطاء كان ينفي الصفات " الخ۔[30]

ترجمہ: مذہب اعتزال کے بانی واصل بن عطاء، اللہ تعالی کی صفات کی نفی کرتا تھا اس لئے کہ ان کے اثبات سے تعدد قدماء لازم آتاہے جو کہ شرک ہے۔۔۔اسی وجہ سے کہتا تھا کہ جس نے اللہ تعالی کے لئے کسی صفت کا اثبات کیا تو اس نے دو خداؤں کا اثبات کیا۔

جبکہ قران و سنت کی بہت ساری نصوص میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کا ثبوت ہوتا ہے، جیسا کہ سورۃ الفاتحہ آیت: " الرحمن الرحيم " کے تحت علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں: "فيه اثبات الصفات الذاتيه"۔[31]

2۔**بندہ اپنے افعال کا خالق نہیں:** معتزلہ حضرات کا ایک عقیدہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق نہیں، بلکہ بندے خود اپنے افعال کا خالق ہیں۔ جیسا کہ ابن حزم لکھتے ہیں:

و ذهب سائر المعتزلة و من وافقهم من المرجئة و الخوارج و الشيعة الى ان افعال العباد محدثة ،فعلها فاعلها ، ولم يخلقها الله عزوجل۔[32]

ترجمہ: معتزلہ اوران کے مرجئہ، خوارج اور شیعہ موافقین کا کہنا ہے: کہ بندوں کے افعال انہی کی ایجاد ہیں، اللہ عزوجل نے انہیں پیدا نہیں فرمایاہے۔

جبکہ اس عقیدے کے برعکس قران پاک میں ہے: "الله خالق كل شيئ "۔(الزمر:62) اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے: "والله خلقكم و ما تعملون "۔(الصافات:96) اللہ نے تمہیں اور جو تم کرتے ہو سب کو پیدا کیا۔

اسی عقیدے کی تردید علامہ سیوطیؒ الاکلیل میں سورہ فاتحہ کی روشنی میں علامہ ثعلبیؒ کے حوالے سے یوں فرماتے ہیں:

وسائر آيات السورة على مناقضة قواعد المعتزلة ، لانه بدا بالتسمية "الخ۔[33]

ترجمہ: اور سورہ فاتحہ کی تمام آیاتیں معتزلی قواعد کے خلاف ہیں، کیونکہ اسکی ابتداء بسم اللہ سے ہوئی ہے، اور اگر بسم اللہ کی اسم کو زائد مانا جائے تو اس کا معنی ہو گا: اللہ کی مدد سے اولا کائنات بنی ہے اور اسی طرح اسی کی مدد سے جاری وساری ہے، لہذا جب بندہ اپنے کسب کا خود ہی خالق ہے تو اللہ تعالی کے نام سے استعانت (مدد طلب کرنے) کا کیا معنی؟ پھر ان کو اپنی حمد کی تعلیم دی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی

مذمت بیان کی ہے جو کہ کسی کارکردگی کے بغیر حمد کے خواہاں ہیں، پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا فاعل و کارندہ ہے۔ پھر بندوں کو استعانت اور طلب ہدایت کا حکم دیا، جبکہ معتزلہ حضرات کے زعم میں اسکی ضرورت نہیں (کیونکہ وہ اپنے افعال کا خود ہی خالق ہیں)۔ اور ہدایت کا سوال بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دعوت دیکر اور دلائل بیان کرکے ہدایت یافتہ کردیا ہے۔

مندرجہ بالا عبارت میں معتزلہ کی مذکورہ عقیدے کی تین طریقے سے تردید کی گئی ہے۔

1: جب بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کی کیا ضرورت؟ کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے۔

2: اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کا فاعل نہیں تو کیوں اپنی حمد کراتا ہے؟ یعنی بندوں سے الحمد للہ رب العالمین کیوں کہلواتا ہے؟ جبکہ بغیر کسی کام کئے اپنی تعریف کروانا اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے۔

3: جب بندہ خود قادر و خالق ہے تو وایاک نستعین کہہ کر اللہ تعالیٰ کی مدد کیوں مانگتا ہے، اور اللہ تعالی سے ھدایت اور صراط مستقیم کیوں طلب کرتا ہے؟

3۔ جنت اور جہنم پیدا اور موجود ہیں:

معتزلہ حضرات میں سے اکثر کا عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم اب پیدا و موجود نہیں، بلکہ قیامت کے دن پیدا کئے جائیں گے۔ جیسا کہ شرح المواقف میں ہے:

الجنۃ و النار ھل ھما مخلوقتان الآن اولا؟ ذھب اصحابنا و ابو علی الجبائی و بشر بن معتمر و ابو الحسین البصری الی انھما مخلوقتان ، وانکرہ اکثر المعتزلۃ ۔۔۔ و قالوا : انھما یخلقان یوم الجزاء۔[34]

جبکہ اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ ہے: والجنۃ و النار مخلوقتان الیوم ای موجودتان الآن قبل یوم القیامۃ[35] یعنی کہ جنت اور جہنم اب قبل از قیامت موجود ہیں۔

علامہ سیوطیؒ اہل السنۃ والجماعت کا یہی عقیدہ سورۃ البقرۃ آیت:24: "اعدت للکافرین" سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"استدل بہ علی ان النار مخلوقۃ الآن"[36] کہ اس آیت سے دلیل لیا گیا ہے کہ جہنم اب بھی پیدا و موجود ہے۔

اور آیت: "اسکن انت و زوجك الجنۃ" (البقرۃ:2:35) کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"فیھا دلالۃ علی ان الجنۃ مخلوقۃ الآن"[37] کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ جنت اب بھی پیدا و موجود ہے۔

4۔ شر کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہیں:

معتزلہ حضرات کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے، کہ شر اور برائی کا خالق اللہ تعالی نہیں۔ جیسا کہ صاحب الملل والنحل معتزلہ حضرات کا اس بات پر اتفاق نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: والرب تعالیٰ منزہ ان یضاف الیہ شر و ظلم و فعل ھو کفر و معصیۃ ، لانہ لو خلق الظلم کان ظالما، کما لو خلق العدل کان عادلا[38]

ترجمہ: اور اللہ تعالی اس بات سے منزہ ہیں کہ اسکی طرف شر، ظلم، اور ایسے فعل کی نسبت کی جائے جو کفر یا معصیت ہو، کیونکہ اگر وہ ظلم کو پیدا کرے تو وہ ظالم ہوگا، جیسا کہ عدل کے پیدا کرنے سے عادل ہوگا۔

مفتی عبد الواحد لکھتے ہیں: "معتزلہ اس بات کے قائل تھے کہ کسی قبیح اور شر کا خلق و ایجاد بھی قبیح ہے، اور اس کا ارادہ بھی قبیح ہے، لہذا اللہ تعالیٰ شر اور قبیح کا ارادہ نہیں کرتے۔۔۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ قبیح کا خلق اور ارادہ قبیح نہیں ہوتا، بلکہ قبیح کا ارتکاب اور کسب اور قبیح کے ساتھ متصف ہونا قبیح ہوتا ہے"۔[39]

آگے لکھتے ہیں: "فقط شر کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا خلاف ادب ہے، لہذا حق تعالیٰ کو خالق شر کہنا ہر گز مناسب نہیں ہے، بلکہ یا تو خالق خیر و شر کہنا چاہئے یا خالق کل شیئ کہنا چاہئے"۔[40]

چنانچہ اہل سنت و الجماعت کے اس عقیدے کا ثبوت اور معتزلہ کی تردید کرتے ہوئے، علامہ سیوطیؒ "یضل به کثیرا و یھدی به کثیرا" (البقرۃ:36:2) کے ذیل میں فرماتے ہیں: "فیه دلالة لمذهب اهل السنت ان الهدی والضلال من الله"[41]۔ یعنی کہ اس آیت میں اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے دلیل ہے کہ ہدایت اور ضلال دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

5۔ امر مستلزم مشیئت نہیں ہے:

معتزلہ حضرات کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ جس چیز کا اللہ تعالی حکم فرماتا ہے، اس کا ہونا بھی اللہ تعالی کا منشاء و مقصود ہوتا ہے، اور جس چیز سے منع فرماتا ہے تو اس کا نہ ہونا منشاء خداوندی ہوتا ہے۔ جیسا کہ شرح العقائد النسفیہ میں ہے:

والمعتزلة اعتقدو ان الامر یستلزم الارادة والنهی عدم الارادة۔[42]

ترجمہ: معتزلہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ امر مستلزم ہے ارادہ کو، اور نہی مستلزم ہے عدم ارادہ کو۔

اس کے برخلاف اہل السنۃ والجماعت کا مسلک ہے: کہ کبھی کبھار اللہ کا ایک چیز کا حکم دیتا ہے لیکن وہ اللہ تعالی کی مراد نہیں ہوتی، اور کبھی ایک چیز مراد ہوتی ہے لیکن اس سے منع کیا جاتا ہے بوجہ ایسی حکمتوں اور مصلحتوں کے، جن کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔[43]

اہل السنۃ والجماعت کے مسلک کی تائید اور معتزلہ کی تردید علامہ سیوطیؒ سورۃ البقرۃ" و انا ان شاء الله لمهتدون "۔ کی روشنی میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فیها دلیل لاهل السنة علی المعتزلة ان الامر لایستلزم المشیئة[44]۔ یعنی اس میں اہل سنت کے لئے معتزلہ کے خلاف دلیل ہے کہ امر مشیئت کو مستلزم نہیں۔

6۔ کم ترین مقدار اعجاز قرآنی:

قران مجید چونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے لہذا جن و انس بشمول دیگر مخلوقات کے اسکی نظیر لانے سے قاصر ہیں، اسی کو اعجاز قرانی کہا جاتا ہے۔ البتہ یہ بات کہ مکمل قران مجید کی نظیر انکے بس سے باھر ہے یا کہ قران مجید کی کوئی ایک سورت اور آیت جیسا بھی نہیں لایا جاسکتا ہے؟ تو اس بارے میں بعض معتزلہ حضرات کا کہنا ہے کہ مکمل قران مجید کی نظیر ناممکن ہے البتہ کچھ اجزاء کی نظیر لائی جاسکتی ہے، جبکہ جمہور علماء کے ہاں اعجاز قرانی کی کم ترین مقدار ایک سورت یا بقدر حروف سورت ہے، کہ ایک سورت اور اسکی مقدار کی نظیر بھی نہیں لائی جاسکتی ہے جیسا کہ شیخ باقلانی لکھتے ہیں:

الذی ذهب الیه اصحابنا و هو قول الشیخ ابی الحسن الاشعری فی کتبه ان اقل ما یعجز عنه من القران السورة ،قصیرة کانت او طویلة او ماکان بقدرها۔[45]

ترجمہ: ہمارے اصحاب کا کہنا ہے اور یہی قول ہے شیخ ابوالحسن اشعری کا، کہ قرآن پاک کی کمترین مقدار اعجاز ایک سورت، خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ یا کہ سورت کے بقدر آیات ہیں۔

اس قول کی دلیل اور معتزلہ کی تردید فرماتے ہوئے علامہ سیوطیؒ سورت البقرۃ آیت 23 کے ذیل میں لکھتے ہیں:

استدل به من قال : انه لایتعلق الاعجاز باقل من سورة ، و رد به علی من قال من المعتزلة بانه یتعلق بجمیع القران۔[46]

ترجمہ: اس آیت سے ان لوگوں نے دلیل پکڑا ہے کہ اعجاز قرانی کی کم ترین مقدار ایک سورت ہے، اور اس سے بعض ان معتزلہ کی تردید کی گئی ہے جو کہتے ہیں کہ اعجاز قرانی کا تعلق مکمل قران مجید کے ساتھ ہے۔

نتیجہ بحث:

اس بحث کا حاصل و نتیجہ یہ ہے کہ فرقہ معتزلہ واصل بن عطاء کی سرکردگی میں دوسری صدی ہجری میں اہل السنت والجماعت سے جدا ہونے والا ایک اسلامی فرقہ ہے، جو کہ چند اصول (اصول خمسہ) اور محدودے چند عقائد پر سختی سے کاربند و متحد ہونے کے باوجود بائیس کے قریب گروہ میں منقسم ہے، اور بہت سارے اعتقادی اور فقہی مسائل میں اہل السنۃ والجماعت سے مختلف نکتہ نظر رکھتا ہے، جن کی تردید علامہ سیوطیؒ اپنی تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل میں جابجا کر چکے ہیں۔

حوالہ جات

[1] ترمذی، محمد بن عیسی ، جامع ترمذی، ابواب الایمان ، باب ما جاء فی افتراق ہذہ الامۃ،لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد، :ج:2،ص :549

[2] مولانا ،فضل محمد ،توضیحات شرح مشکوٰۃالمصابیح ، کراچی : المکتبہ العربیہ،2011ء ،ج1،ص: 410

3 آلوسی ، محمود بن عبد اللہ ،صب العذاب علی من سب الاصحاب ،الریاض: اضواء السلف ، 1417ھ،ص: 257

[4] قاری ،ملا علی ،مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ المصابیح ،بیروت : دار الکتب العلمیہ ،2001ء ج1 ،ص: 381

[5] المعتق ،عواد بن عبداللہ، المعتزلہ و اصولہم الخمسۃ ،الریاض: مکتبۃ الرشد ،1995ء، ص:13

[6] الشہرستانی ، محمد بن عبد الکریم ،الملل و النحل ، القاہرہ: مؤسسۃ الحلبی و شرکاءہ، 1968ء ، ج1 ،ص:47، 48

[7] صدیقی ، علی محسن (مترجم) ،کتاب الملل والنحل ، کراچی: قرطاس ادارہ تصنیف و تالیف، 2007ء ،ص:84

[8] المعتق ،عواد بن عبداللہ ،المعتزلہ و اصولہم الخمسۃ ،ص: 28

[9] شہرستانی، محمد بن عبدالکریم ، الملل و النحل ، ج 1،ص:48

[10] البرمکی ، محمد بن ابراہیم المعروف بابن خلکان ،وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان ،بیروت : دار صادر، 1972،ج4،ص: 85

[11] الافریقی ، محمد بن مکرم المعروف بابن منظور ، لسان العرب ،بیروت: دار صادر ،سن ندارد ،ج11،ص: 440

[12] المعتق ،عواد بن عبداللہ ،المعتزلہ و اصولہم الخمسۃ ،ص: 17

[13] البغدادی ،عبد القاہر ، الفرق بین الفرق، القاہرہ: مکتبہ ابن سینا ،ص:43

[14] الجوزیہ ، محمد بن ابی بکر ، المعروف بابن القیم ، الصواعق المرسلۃ علی الجہمیۃ و المعطلۃ ، الریاض: دار العاصمۃ ، ج1، ص: 192

[15] الدمشقی ، جمال الدین ، تاریخ الجہمیۃ و المعتزلۃ ، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ، 1979ء،ص: 59

[16] المقریزی ، احمد بن علی ،المواعظ و الاعتبار بذکر الخطط و الآثار، بیروت : دارالکتب العلمیہ 1418ھ ،ج4،ص:175

[17] السجستانی،سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود،کتاب السنة،باب فی القدر، بیروت:المکتبة العصریة،سن ندارد،ج:4،ص:222

[18] تفتازانی ، مسعود بن عمر ، شرح العقائد النسفیہ ، کندھار: صداقت کتب خانہ ،سن ندارد، ص: 6

[19] الخیاط، عبدالرحیم بن محمد بن عثمان ، الانتصار و الرد علی ابن الروندی الملحد، ص: 126

[20] قاضی ،عبد الجبار بن احمد ، شرح الاصول الخمسة ، مکتبہ وھبہ، 1996ء ص:128

[21] ایضا،ص: 132

[22] ایضا،ص: 137

[23] ایضا،ص: 697

[24] ایضا، ص: 135

[25] زمخشری ،محمود بن عمرو ، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل ، بیروت: دارالکتاب العربی ،1407ھ ،ج1،ص: 396

[26] خیاط ، عبدالرحیم ،الانتصار و الرد علی ابن الروندی الملحد ،ص: 126

[27] المعتق ،عواد بن عبداللہ، المعتزلة و اصولھم الخمسة ، ص: 51 تا 76

[28] البغدادی،عبدالقاہر۔الفرق بین الفرق ،ص:104، 105

[29] التھانوی ، محمد علی بن علی ، کشاف اصطلاحات الفنون ، بیروت : دارالکتب العلمیہ ،1998ء، ج3، ص: 302

[30] شہرستانی، محمد بن عبدالکریم ،الملل و النحل ، ص: 46

[31] سیوطی ، عبد الرحمٰن بن ابی بکر ، الاکلیل فی استنباط التنزیل ،پشاور: دارالکتب للنشر و التوزیع، سن ندارد، ص: 52

[32] ظاہری، علی بن احمد المعروف بہ ابن حزم ، الفصل فی الملل و الاھواء و النحل ، القاھرہ: مکتبة الخانجی، ج3،ص: 32

[33] سیوطی ،عبدالرحمن ، الاکلیل فی استنباط التنزیل ، ص: 52

[34] الجرجانی ،علی بن محمد، شرح المواقف،بیروت: دار الکتب العلمیہ 1998ء، ج8،ص: 328

[35] قاری ،ملا علی بن سلطان ، شرح الفقہ الاکبر،مصر: دارالکتب العربیہ الکبریٰ ،ص: 87

[36] سیوطی،عبدالرحمن، الاکلیل فی استنباط التنزیل ،ص: 55

[37] ایضا ،ص: 58

[38] شہرستانی،محمد بن عبدالکریم ، الملل و النحل ،ص:45

[39] مفتی ،عبد الواحد ،اسلامی عقائد، کراچی: مجلس نشریات اسلام ،سن ندارد، ص: 58

[40] ایضا

[41] سیوطی ،عبدالرحمن الاکلیل فی استنباط التنزیل، ص: 55

[42] تفتازانی، مسعودبن عمر ، شرح العقائد النسفیہ ،کندھار: صداقت کتب خانہ،ص: 64

[43] ایضا،ص: 64

[44] سیوطی ،عبدالرحمن ،الاکلیل فی استنباط التنزیل ،ص:62

[45] باقلانی ، محمد بن طیب ،اعجاز القران ،القاھرہ: دار المعارف 1971ء ، ص: 254

[46] سیوطی ،عبدالرحمن ،الاکلیل فی استنباط التنزیل ،ص: 55